حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

کی

روانگیٔ سیالکوٹ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ۷/اپریل کو سیالکوٹ لیکچروں کے لیے تشریف لیگئے روانگی بعد نماز عصر ہوئی۔ روانگی سے پہلے جبکہ احباب حضرۃ خلیفۃ المسیح کی انتظار میں باہر چوک احمدیہ میں ہجوم کیے ہوئے تھے۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت نے بیت الدعا میں دعا شروع فرمائی۔ سب احباب نے جو جہاں کھڑا تھا دعا کیلیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ بازار احمدیہ میں ایک سناٹا تھا۔ ہر ایک کو خاص حالت طاری تھی دعا نصف گھنٹے کے قریب ہوتی رہی۔

بعدہٗ حضرت صاحب تشریف لائے۔ حضرت صاحب نے جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے کو امیر جماعت مقرر فرمایا اور حضرت قاضی امیر حسین صاحب کو امیر صلوٰۃ مقرر فرمایا۔

اسکے بعد حضرت صاحب چل پڑے۔ مولوی شیر علی صاحب کو بلا کر اپنی ایک رویا سنائی۔ فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک مکان ہے جو شرقاً غرباً بنا ہوا ہے اسمیں کچھ لوگ ہیں ہماری جماعت کے ہیں اور وہ زمین پر سر رکھے ہوئے ہیں ایک اور آدمی بھی ہے۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ اسکو سجدہ کر رہے ہیں۔ مجھے انپر سخت غصہ آیا۔ مگر میں نے دیکھا کہ وہ گال زمین پر رکھکر آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک کشتی سی اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کشتی میں حضرت مسیح موعود ہیں اور وہ کشتی نیچے اتری مگر حضرت صاحب کا پتہ نہ لگا تو میں گھبرا کر جلدی سے گھر گیا کہ شاید والدہ کو ملنے کیلیے حضرت صاحب گئے ہوں میں والدہ کے پاس گیا اور بے اختیار میں رو پڑا اسلیے کہ شاید حضرت صاحب مجھپر ناراض ہیں جو مجھے نہیں ملے میں نے والدہ سے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں تو خود انکو دیکھ رہی تھی۔ پھر انھوں نے کہا کہ در اصل یہ خواب ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اوہو اب مجھے معلوم ہوا پھر میں اسکی تعبیر کرنے لگا۔ اور میں نے کہا کہ اسکی تین تعبیریں ہو سکتی ہیں۔

(۱) یہ کہ میں کسی ایسی زبان میں کتاب لکھوں گا جس میں مجھکو مشق نہ ہوگی۔

(۲) دوسرے یہ کہ میں کوئی ایسی بےنظیر تقریر کروں گا۔ جو بہت بےنظیر ہوگی۔

(۳) یا خدا تعالیٰ آسمان سے اسلام کی سچائی کے لیے کوئی زبردست نشان نازل کرے گا۔

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپا)

مولوی ابو العطاء صاحب جب ملنے لگے تو فرمایا کہ آپ کیلئے ساتھ نہیں لیے جاتے کہ آپ ابھی آئے ہیں تاکہ کچھ آرام کرلیں۔

اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت صاحب کو کس قدر لوگوں کے آرام کا خیال ہے

حضرت صاحب جب چل رہے تھے تو لوگ پروانوں کی طرح دوڑتے تھے کبھی کسی شخص کا پاؤں حضور کے پاؤں سے ٹھوکر کھاتا۔ کبھی کسی کا پاؤں حضور کی سوٹی پر جا پڑتا مگر آپ نے کبھی بھی گردن پھیر کر نہیں دیکھا کہ کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے اسی گرد و غبار میں احباب کے حلقے میں دور تک تشریف لیگئے۔ آخر سب احباب سے ملکر۔ مصافحہ فرما کر تانگے میں سوار ہو کر بٹالہ کی طرف تشریف لیگئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا سفر سیالکوٹ

(الحکم کے رپورٹر کے قلم سے)

قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی احباب قادیان سمیت کچھ فاصلے تک پیدل تشریف لیگئے اسکے بعد سب احباب سے مصافحہ فرما کر تانگے پر تشریف فرما ہوگئے ابھی موڑ پر ہی حضور پہنچے تھے کہ تانگے کا بال ٹوٹ گیا آپ وہیں اتر پڑے نواب صاحب کا تانگہ منگوایا گیا ۶ بجے شام وہ آیا اور آپ بٹالہ کو روانہ ہوئے نو بجے کے قریب بٹالہ پہنچے جماعت بٹالہ حضرت کے استقبال کے لئے سڑک پر موجود تھی۔ مبارک ہیں وہ جنہیں جلد جلد اس عظیم الشان مصلح کی مہمان نوازی کا موقع ملتا ہے حضور بٹالے پہنچکر بابو فضل حق صاحب کے مکان پر تشریف لیگئے اور تمام قافلے سمیت کھانا تناول فرمایا جماعت بٹالہ نے خاص طور سے مہمان نوازی کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا حضور وہاں سے ½ ۱۰ کے فارغ ہوئے اور دہلی دروازہ تک پیدل تشریف لائے وہاں سے تانگے پر سوار ہو کر اسٹیشن پر آئے رات آرام سے بسر فرمائی۔

بابو روشن الدین صاحب اسٹیشن ماسٹر بٹالہ جس محنت سے حضرت اور جماعت کی خدمت کرتے ہیں وہ بہت ہی قابل شکریہ ہیں۔

بابو روشن الدین صاحب سے قبل جو اسٹیشن ماسٹر تھا انکے زمانہ میں ہمیشہ ہماری جماعت کو تکلیف رہتی تھی اور وہ کبھی بھی اس بات کا احساس نہ کرتا تھا کہ ایک اتنی بڑی جماعت کا امام جاتا ہے یا آتا ہے۔ وہ ضرور کچھ نہ کچھ شرارت کردیتا اور تمام جماعت کے دلوں کو زخمی کرتا آخر خدا نے اسکو وہاں سے نکالا۔ اور بابو صاحب موصوف کو بھیجا۔ بابو صاحب کے اخلاق حمیدہ ایسے ہیں کہ سب لوگ انکے مداح پائے جاتے ہیں اور کسی شخص کو ان سے کسی قسم کی تکلیف نہیں۔ گاڑی رات کو تین گھنٹے لیٹ تھی۔ اسوجہ سے صبح کو بھی اسیقدر لیٹ آئی۔ اس لئے بابو صاحب کو خوب خدمت کا موقع مل گیا۔ صبح کو بجے بابو صاحب نے ایک گارڈن پارٹی دی۔ چونکہ گاڑی صبح کو لیٹ تھی اسی لئے سیالکوٹ جانے والی ٹرین کو مل نہیں سکتی تھی اس لئے سیالکوٹ تار دیا گیا۔ کہ ہم ۸ بجے شام کو پہنچینگے۔ گاڑی پر سب احباب خیریت سے سوار ہوگئے۔

جماعت امرتسر کی جماعت امرتسر اسٹیشن پر موجود تھی اور چائے وغیرہ سے انھوں نے تمام مہمانوں کی ضیافت کی اور جبتک گاڑی اسٹیشن سے نکل نہیں گئی تب تک کھڑے رہے جزاہم اللہ احسن الجزا ویرکا اسٹیشن پر بابو رحمت اللہ صاحب اسٹیشن ماسٹر دودھ وغیرہ لیکر موجود تھے۔ حضور نے اس دعوت کو بھی قبول فرمایا۔ اور فرمایا کہ دوستوں کو پلادو۔ اسکے بعد لاہور کے اسٹیشن پر گاڑی پہنچی۔ لاہور کی جماعت استقبال کیلیے موجود تھی۔ کھانا وغیرہ اُنھوں نے تیار کیا ہوا تھا۔ کھانا لیکر گاڑی میں رکھ لیا گیا۔ کیونکہ کلکتہ میل پر چڑھنے کے لیے کھانا کھانے کی فرصت نہ تھی۔ وہاں سے وزیرآباد آئے۔ وہاں جان محمد و نیاز محمد صاحبان بھی آئے ہوئے تھے۔ حضور کو اپنے گھر لے گئے۔ حضور کے ساتھ بعض خدام بھی تھے۔ وہاں اُنھوں نے چاء وغیرہ کی تواضع کی۔ پھر آپنے وہاں نماز ظہر و عصر ادا کی اور ایک خواب سنایا۔ ½ ۶ بجے سوار ہو کر ۸ بجے شام سیالکوٹ پہنچے۔ جماعت سیالکوٹ نے نہایت شان و شوکت سے استقبال کیا۔ اور اسقدر ہجوم تھا کہ والنٹیر جو انتظام کے لیے مقرر کیے گئے تھے وہ اپنی ڈیوٹیوں کو ادا نہ کرسکے۔ ہر ایک کی یہ کوشش تھی کہ حضور کے روئے مبارک پر میری نظر پڑ جائے۔ پروانوں کی طرح ایک دوسرے پر گرتے تھے۔ حضور اتنے بڑے عظیم الشان جم غفیر کے ساتھ خیریت سے کبوتروں والی مسجد میں پہنچ گئے۔ جماعت سیالکوٹ نے بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ انکو جزائے خیر دے۔

۹ تاریخ کی صبح حضور نے نماز فجر ادا کرکے جناب سید سرور شاہ صاحب و ذوالفقار علیخاں صاحب و صاحبزادگان کو فرمایا کہ چلو میر حامد شاہ صاحب کے مزار پر دعا کر آئیں۔ اللہ اللہ کیا شان تھی حامد مرحوم کی مسیح موعود کا خلیفہ اُسکے مزار پر جاتا ہے اور آدھ میل تک پیدل گئے ایک لمبی دعا فرمائی۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خلیفۃ المسیح کا اپنے مرید سے کتنا تعلق ہے۔ (رپورٹر)

غزل

رخ انور مجھے احمد کا جسدم یاد آتا ہے
تصور آپ کی صورت کا پہروں گھنٹوں بندھتا ہے

گزر ہو اے صبا تیرا سوئے احمد تو کہہ دینا
کہ اک مشتاق حضرت کا پڑا آنسو بہاتا ہے

نہ آبادی خوش آتی ہے نہ جنگل اسکو بھاتا ہے
وہ دیوانوں کی طرح خاک صحرا کی اُڑاتا ہے

زمانہ سارا دشمن ہے مخالف ساری دنیا ہے
الٰہی رحم کر مجھکو ہر ایک آنکھیں دکھاتا ہے

ادا ہو کس زباں سے شکر تیرا اسے مرے مولا
ہر اک آفت مصیبت سے ہمیں ہر دم بچاتا ہے

کہیں شادی کے نغمے ہیں کہیں غم ہے کہیں حسرت
کرشمے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا دکھاتا ہے

ذلیل و خوار کردیتا ہے دم بھر میں شہنشاہ کو
گدا کو ایک پل میں تخت شاہی پر بٹھاتا ہے

جمال یار آیا ہے نظر جب سے ان آنکھوں کو
نہ دل کو کوئی بھاتا ہے نہ نظروں میں سماتا ہے

سناؤں داستاں کسکو کہوں کیا حال دل اپنا
فراق یار میں حافظ کلیجہ منہ کو آتا ہے

بلالو اب تو حافظ کو حضوری میں شہ والا
نہیں اب چین فرقت میں تمھاری اسکو آتا ہے

خاکسار حافظ سلیم احمد خان حکیم احمدی اٹاوی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحکم

قادیان دارالامان ۷ اپریل ۱۹۲۶ء

حریت کے گلے پر چھری

امریکہ میں اسلامی مشنری روکا گیا

تمام عالم اسلامی میں یہ خبر نہایت افسوس اور دکھ کے ساتھ پڑھی جائیگی کہ امریکہ نے اسلامی مشنری کو تبلیغ اسلام سے روک دیا ہے۔ جس حریت۔ آزادی اور مساوات کے نعرے امریکہ کیطرف سے لگائے جاتے تھے وہ سب خاک میں ملا دیئے گئے۔ امریکن آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ اور خود امریکہ دھوکا دینے والا نہ وعدوں کا اب کوئی اثر ہے اور نہ اس حریت اور آزادی کا کوئی وجود۔ جب کسی دوسرے ملک کے ساتھ کسی قوم کے ساتھ امریکہ کا واسطہ پڑتا ہے تب حریت حریت کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ لیکن جب کسی دوسرے کو انکے ساتھ تعلق اور واسطہ پڑتا ہے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانیکے اور دکھلانے کے اور اس حریت کے گلے پر تیز چھری رکھ دی جاتی ہے۔ افسوس آجکل مختلف رنگوں میں عالم اسلامی میں المناک واقعات ہو رہے ہیں۔ سو انہی میں سے یہ بھی ایک زبردست واقعہ ہے۔ کہ اسلامی مشنری حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایم آر۔ اے۔ ایس وغیرہ جنہوں نے لنڈن میں عیسائیت کی حقیقت لوگوں کے سامنے کھول کر رکھ دی۔ نیک دل انگریز اس سے متاثر ہوئے اور انہوں نے تثلیث کو چھوڑ کر توحید کے جھنڈے کے نیچے آ پناہ لی۔

ہمیشہ کے کارہائے نمایاں مسیحی دنیا سے پوشیدہ نہیں امریکہ کی حالت دیکھکر امریکہ کے دعوے اور اس کے حریت حریت کے نعرے سنکر حضرت خلیفۃ المسیح نے بذریعہ تار انکو امریکہ چلے جانے کا حکم دیا۔ مگر جب مفتی صاحب امریکہ کے ساحل پر جا اترے تو امریکن آزاد یہ دیکھکر اسلامی مشنری ہمارے ساحل پر آ اترتا ہے۔ فوراً اسکے پیچھے پڑ گئے اور اسکی نقل و حرکت کو روک دیا۔ اور یہ ساری کارروائی اس لئے کیگئی کہ مفتی محمد صادق اس مذہب کا مشنری ہے جسمیں تعدد ازدواج کا مسئلہ موجود ہے۔

جب امریکن لوگ اس مذہب میں داخل ہونگے۔ تو اس مسئلہ پر بھی عمل کرینگے۔ اس لئے چونکہ یہ مسئلہ امریکہ کے قوانین کے خلاف ہے اس لئے اس مشنری کو ایسے مذہب کی اشاعت کی اجازت نہیں دیجا سکتی اس سے واضح ہو سکتا ہے کہ امریکن اپنے مذہب کی کمزوری اپنے قوانین کی تقویت کو خوب سمجھ گئے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اسلامی مشنری جب امریکہ کے اندر توحید کی آواز کی قرنا پھونکے گا۔ اسوقت تثلیث کا باطل خیال امریکن لوگوں کے دماغوں سے جاتا رہے گا۔

جھوٹی خیریت باطل آزادی مٹ جائیگی۔ اور تمام امریکن لوگوں کو علم ہو جائیگا۔ کہ ایک مرد ایک سے بھی زیادہ عورتیں کرنے کے لئے آزاد ہے۔

امریکہ نے یہ کہکر کہ ہم اس مذہب کی اشاعت امریکہ میں نہیں ہونے دینگے اسلام کی سخت توہین کی ہے۔ جسکو کوئی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔

امریکن مسلم مشنری کو اپنے ملک میں نہ جانے دیں لیکن لوگ اس سے عیسائیت کی کمزوری کو خوب محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور وہ سمجھ گئے ہیں کہ امریکہ کے ہزاروں ہزار پادری۔ اور تعلیم یافتہ اس مشنری کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔ اس دبلے پتلے کمزور واحد مسلم مشنری کی آواز ان تمام موٹے تازے امریکن مسیحی مشنریوں کے شور و غوغے کو چیرتی ہوئی بلند ہوگی اور لوگ اسکو سننے لگینگے یہی خوف امریکہ جیسی سلطنت کو ایسی پستی میں ڈال رہا ہے کہ اسکو مجبوراً ایک مسلم مشنری کو روکنے کے لئے مسیحیت ہار اپنے مقدس مذہب کے کسی دوسرے طریقے کو نہیں

بلکہ حکومت اور سلطنت کی طاقت کو استعمال کرنا پڑا ہے اسلام پر لغو اور بیہودہ اعتراض کرنے والے پادری آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ امریکہ عیسائیت کو دلائل سے قائم نہیں رکھ سکتا بلکہ وہ حکومت اور طاقت کے زور سے کھڑا کرنا چاہتا ہے۔

اگر تم آج حکومت کے زور سے اپنے مذہب کو قائم رکھوگے تو وقت آتا ہے کہ لوگ تمہاری اس قید سے آزاد ہو جائینگے۔ اور تمہارا ریت کا قلعہ اپنی بنیاد پر آ گریگا۔ یورپ کی عالمگیر جنگ میں امریکہ سب سے آخر داخل ہوا اور نہ انگلینڈ یا دوسرے ملک کیطرح سے امریکہ کو بھی اپنے اس قانون کی تقویت کا علم ہو جاتا۔ آج اگر امریکہ دوسروں کیطرف دیکھ کر عبرت اور نصیحت حاصل نہیں کرسکتا تو وقت آئیگا کہ امریکہ بھی اس مسئلہ سے خوب واقف ہو جائیگا۔ دنیا کے اندر بدامنی کی چنگاریاں پھوٹ رہی ہیں۔ اور بیقراری دنیا کے اندر بڑھ رہی ہے۔ اگر اسکے دور کرنے کے اصل ذرائع نہ اختیار کئے گئے تو خدا کے موعود کی باتیں پوری ہونگی اور دنیا کو انقلاب دیکھنے پڑینگے

سے آسمان حملے کریگا کھینچکر اپنی کٹار

اس لئے بہتر ہے کہ امن اور سلامتی کے پیغام اہل یورپ سنیں اور اسی مصیبت سے بچ جائیں جو اسلام کیوجہ سے ابھر آنیوالی ہے۔

میں تمام اخبارات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ امریکہ کی اس توہین کے متعلق مضمون لکھیں اور وہ یہ خیال نہ کریں کہ احمدی مشنری روکا گیا۔ کیونکہ احمدی مشنری اسلامی عقائد کے بیان کرنے سے روکا گیا ہے مسلمانوں جاگو۔ اور بیدار ہو جاؤ۔ اسلام کبتک اس قسم کے صدمات سہیگا۔ امریکہ کے لوگوں کو مسٹر برطانیہ کے ذریعہ سے مجبور کرو کہ وہ اسلامی مشنریوں کو جانے دیں۔ ورنہ اس حریت کی آواز کو دنیا سے مٹا دیا جائے اور دنیا میں غلامی کے رواج کو مروج کیا جائے۔

اس سے قبل ممالک اسلامیہ کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بھول نہیں گیا۔ کہ اب امریکہ کیطرف سے اسلام کی خلاف اسلام کی توہین ہوئی جسکو کوئی مسلم سنکر آرام سے نہیں بیٹھ سکتا۔

(باقی آئندہ)

احمدیت کی تاریخ مالابار میں

جبکہ مسٹر ہل مسٹر کے ۔ ایم ۔ ابراہیم کے ساتھ گفتگو کرکے تشریف لیگئے ۔ تو تمام شہر میں مشہور ہوگیا کہ کل احمدیوں کو کوئی زمین مسجد اور مقبرہ کیلیے دی جائیگی اور اس امر کی شہر میں منادی بھی کردی گئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کل فجر کی نماز پڑھکر فلاں جگہ آجائیں کیونکہ قادیانیوں کو جگہ ملنی ہے اُسکا تدارک کیا جائے ، فجر کی نماز کے بعد ہزاروں ہزار آدمی جمع ہوگئے دوسری طرف چند غریب احمدی تھے ، جو اپنی ہی زمین میں مقبرہ اور مسجد بنانا چاہتے تھے ، اتنے میں سب کلکٹر مسٹر ہل موٹر میں سوار ہوکر تشریف لائے احمدی موٹر کے ساتھ ساتھ ہوئے ، مسٹر ہل صاحب نے جگہ دیکھی شہر کے اندر تھی اور تھوڑی سی جگہ تھی ، ساتھ ہی ایک ٹکڑا بھی ای عبد القادر صاحب کے خاندان کا تھا ۔ صاحب بہادر نے دریافت کیا کہ یہ ٹکڑہ کس کا ہے اُسکے جواب میں ای عبد القادر کے خاندان کے ممبروں نے کہا کہ ہم ٹکڑہ دینے کے لیے تیار ہیں ، صاحب نے نہایت ہی غور سے زمین کو دیکھا اور چلا گیا ، چند دن کے بعد یہ لکھکر بھیجدیا کہ ارد گرد سب مخالفوں کی زمینیں ہیں مبادا فساد نہ ہو جائے ، یہ زمین ہم پسند نہیں کرتے ادھر غیر احمدیوں کو جب یہ معلوم ہوا ، مسٹر کے ۔ ایم ابراہیم اپنی زمین مقبرہ اور مسجد کے لیے دینا چاہتے ہیں تو غیر احمدیوں نے اُنکی ہمشیرہ (جو کہ احمدی نہ تھی) اس معاملہ کے متعلق بھڑکایا ، اور یہ چال چلی کہ وہ اپنے حصہ کی زمین نہ دے ، جب کے ایم ابراہیم اپنے گھر میں گئے تو اُن کی بہن نے اُن سے کہا کہ " بھائی میں نے سنا ہے کہ تمنے زمین کے متعلق کوئی وعدہ کلکٹر صاحب سے کرلیا ہے " بھائی نے کہا کہ " ہاں بہن میں نے وعدہ کرلیا ہے " تب اُنکی بہن نے کہا " میں تو یہ زمین مقبرہ کیلیے نہ دونگی " اُسکے جواب میں مسٹر کے ایم ابراہیم نے کہا کہ " بہن کیا تم چاہتی ہو کہ اگر میں مرجاؤں تو میری لاش بغیر قبر کے پڑی رہے ، کیونکہ میں دوسرے قبرستانوں میں دفن نہیں ہوسکتا " اُسکے جواب میں بہن نے کہا کہ " تم کو اگر ضرورت ہے تو تمھارے لیے تھوڑی جگہ کافی ہے " مسٹر کے ایم ابراہیم نے کہا کہ " تم پسند کرتی ہو کہ میری قبر دنیا میں اکیلی رہے ، اور اُسکے پاس کسی کی قبر نہ ہو " اس کا جواب اُن کی بہن کچھ نہ کہہ سکی اور لاجواب ہوکر کہا کہ " بھائی جو آپ کی مرضی ہو کرو ، میری طرف سے اجازت ہے "

غرض ان دنوں میں احمدی سخت تکلیف میں تھے ، نہ باہر نکل سکتے تھے اور نہ کسی دوکان سے کوئی چیز خرید سکتے تھے ، جو احمدی ملجاتا اُس کو مارتے اور سخت سخت تکلیف دیتے تھے ۔ اے محمد ۔ اور پی محمد یہ دونوں نوجوان ایسے تھے کہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر تمام شہر میں گھومتے تھے اور ہر مجلس میں جاتے تھے ، اور دشمنوں کے منصوبے سنتے اور معلوم کرتے اسی غرض کیلیے اُنھوں نے ماریں کھائیں ، اُن کو پتھروں سے مارا گیا ، گوبر اُن کے اوپر پھینکا گیا ، اُنکے پیچھے تالیاں بجائی گئیں ، مگر وہ دونوں نہایت ہوشیاری سے راتوں کو جاگتے ، اور لوگوں کے دروازوں سے لگ کر اُنکی تجاویز معلوم کرتے ، اور کبھی اس امر کی پرواہ نہ کی کہ سارا شہر ہمارا مخالف ہے ، اسی طرح اے عبد الرحمن کی تجارت اچھی طرح سے چلتی تھی ، مگر اُنکو سخت تکلیف پہنچا ۔ لڑکے بازاروں میں اُنکو گھیر لیتے تالیاں بجاتے ، اینٹ جو کر مارتے ، پتھر اور گوبر پھینکتے مگر اُنھوں نے اُف تک نہیں کی بلکہ جب دیکھا میری طاقت سے باہر ہے کہ اُن کو روک سکوں ۔ تب جب لڑکے آتے اور تنگ کرتے ، ایک ایک دھیلہ دیکر اُن سے اپنا پیچھا چھڑاتے ، اسی طرح سے احمد کنجی کو بھی ماریں پڑیں ۔ گوبر اُنپر پھینکا گیا ۔ مگر یہ سب برداشت کرتے رہے ، اور احمدیت سے توبہ نہ کی ، دن بدن جماعت بڑھتی ہی رہی ۔ غرض ایک خوفناک بے تمیزی تھا جو پھیل رہا تھا ، کوئی نہ تھا جو اُن کو روکے جماعت احمدیہ میں سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کو تکلیف پہنچی ہو مگر اُن سب اُسکو برداشت کیا ، آخر جب مسٹر ہل مسٹر کے ایم ابراہیم کنجی صاحب کی عطا کردہ زمین کو مصلحت کی وجہ سے پسند نہ کیا ۔ تو کلکٹر صاحب مسٹر ایولنس نے مسٹر ٹی ایچ ہل آئی ۔ سی ۔ ایس کو حکم دیا کہ انگلش چرچ کے پاس سرکاری زمین سے ۲۳ سنٹ زمین قبرستان اور مسجد کیلیے دیدو ۔ چنانچہ مسٹر ایولنس کے اس حکم کے ماتحت ۱۱ ستمبر ۱۹۱۵ء کو یہ زمین انگلش چرچ کے پاس مسٹر ہل نے دیدی یہ وہ پہلی جائداد تھی کہ جو سرکار انگریزی کی مہربانی کی وجہ سے احمدیہ جماعت مالابار کے قبضہ میں آئی ، گورنمنٹ برطانیہ جہاں جہاں ہے اُس نے ہماری جماعت کیساتھ خصوصیت سے اچھا سلوک کیا ہے ، اللہ تعالیٰ اُسکو اسکی جزائے خیر دے مگر افسوس منسپل کمیٹی کے ممبر جسکا پریذیڈنٹ ایک مسلمان تھا ، وہ اپنی شرارت سے باز نہ آیا ۔ جب اُس سے اُس زمین کا سرٹیفکٹ مانگا گیا ۔ تب اُس نے انکار کردیا ۔ اور کہا کہ سرکار اگر کسی کو زمین دے تو وہ لکھکر نہیں دیا کرتی ۔ اور نہ اسکا کوئی قاعدہ ہے ۔ مگر جب یہ امر افسران بالا کے علم میں آیا ۔ تو اُنھوں نے کمیٹی کے ممبروں کا ڈانٹا کہ کیوں سارٹیفکٹ نہیں دیا جاتا ۔ تب میونسپل کمیٹی نے سارٹیفکٹ عطا کیا جسکی نقل یہ ہے ۔

نقل سارٹیفکٹ

(۱) اومی کنجی حاجی صاحب بہادر ۔ چیرمین
(۲) بی عبد القادر بہادر
(۳) ایم عبد القادر بہادر
(۴) سی عبد الرحمن کٹی ۔ حاجی صاحب بہادر
(۵) پی بچوما صاحب بہادر
(۶) ایم ۔ آر ۔ آر ۔ وائی ناتھورام سیوجی صاحب بہادر اے ۔ وی ۔ ایل ۔
(۷) ایم ۔ آر ۔ آر ۔ وائی ۔ کے ۔ چاپی ۔ اے ۔ وی ۔ ایل
(۸) ایم ۔ آر ۔ آر ۔ وائی ۔ ایس ۔ سی ہیرجی صاحب اے ۔ وی ۔ ایل
(۹) بی اے ۔ کمو صاحب بہادر
(۱۰) ایم ۔ آر ۔ آر ۔ وائی ۔ راؤ صاحب سی ۔ بی راما ۔ راؤ ۔ اے ۔ ڈی ۔ ایل ۔ ایم ڈی ۔
(۱۱) ایم ۔ آر ۔ آر ۔ وائی ۔ ایم کنجی مینی ۔ اے ۔ بی ۔ ایل ۔ ایس

کلکٹر صاحب حکم دیتے ہیں احمدیوں کو مقبرہ کیلیے ایک لائسنس دینے کے لیے بموجب دفعہ ۳۶ ایکٹ ؁ اس جگہ کا لائسنس دیا جاتا ہے،

دستخط اومی کنجی حاجی چیرمین

اب زمین ملگئی تو غیر احمدی خباثت کرنے لگے، کہ عیسائی تھے، اسلیے عیسائیوں کے پاس زمین ملگئی گر احمدی اُن کی ان باتوں سے گھبرانے والے نہ تھے اُنھوں نے وہاں مسجد کی تعمیر شروع کردی، مسجد کی بنیاد زمین سے ۲ فٹ اونچی لائی گئی اور ایک طرف چند قبریں بھی بنگئیں۔ مگر غیر احمدی برابر ہنستے اور تنگ کرتے رہے، اُن ہی کی شرارت سے راجہ ارکل نے اس زمین کے خلاف ایک درخواست دی، اور گورنمنٹ مدراس کے پاس ایک میموریل روانہ کیا، اس میموریل کے پہنچنے پر گورنمنٹ نے کلکٹر صاحب مالابار سے گفتگو کی۔ اور اس گفتگو کے بعد گورنمنٹ نے ارکل راجہ کی درخواست کو رد کردیا۔

اسکے بعد ایک نئی شرارت پیدا کی گئی کہ بعض نیچی ذات کے ہندوؤں سے اس مقبرہ اور مسجد کے خلاف ایک درخواست دلوائی گئی تب ۲۴ ر اکتوبر کو مسٹر آئی۔ ایف۔ ہال صاحب زمین کا معائنہ کرنے آئے، معائنہ کرچکنے کے بعد اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ ان لوگوں کی کسی درخواست پر توجہ نہ کیجائے۔ بلکہ اعلان کردیا، کہ اگر کوئی شخص مداخلت بیجا کرے گا تو اُس کو سخت سزا دیجائے گی، اس زمین کے متعلق ایک مالاباری ہندو اخبار کیرلا پتر کا رائے زنی کرتا ہے۔ ہم مضمون کے نقل کرنے سے پہلے یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ یہ اخبار نویس سلسلہ کی تائید میں خدا تعالیٰ نے مالابار میں پیدا کردیا اور اس نے سلسلہ کی تائید میں بہت کچھ لکھا۔ اللہ تعالیٰ اسکو جزائے خیر دے +

کینانور کے احمدی

کینانور کے احمدیوں کو مسجد اور قبرستان کے لیے سابق کلکٹر مسٹر انیس نے ۲۳ سنٹ زمین دیکے جانیکا حکم دیا تھا۔ اور حال کے کلکٹر مسٹر الوانس نے حکم دیا ہے کہ احمدیوں سے جو کوئی بے انصافی کا سلوک کرے گا اُسکو سخت سزا دیجائیگی۔ مسلمانوں کا احمدیوں کے حق میں دشمنی ہونیکی اور تکلیف دینے کی جو خبریں مختلف اخباروں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ احمدیوں کے اعتقاد کی وجہ سے ہیں اسکی سچائی اور حقیقت حکام اعلےٰ پر ظاہر ہونیکا پتہ اس سے ملتا ہے۔ برٹش گورنمنٹ کے سایہ تلے نہایت امن اور حلم سے رہنے والی قوم احمدیوں کی خبریں مسرت بخش ہیں اگر مالابار کے مسلمان دوسرے مذہب والوں کے ساتھ کوئی جھگڑا فساد کرتے ہیں تو وہ کوئی اچھا کام نہیں کرتے۔ اسجگہ ہم حسن سلوک کو مقدم کہتے ہوئے ایک بات پر غور کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ آیا مالابار کے تمامی حکام نے اکثر السداد اور مسلمانوں اور احمدیوں میں پھر اسیطرح کے دوستانہ تعلقات قائم کرانیکے لیے کوئی رائے سوچی ہے یا نہیں۔ اخباروں سے یہ معلوم کرکے کہان کے دکھ کا رفع اس وقت تک نہیں ہوا جبتک کہ اُنھوں نے مالابار کے کلکٹر اور ٹالی چرس کے سب کلکٹر کے پاس فریاد نہ کی۔

یہ اندازہ آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے کہ مقامی حکام کی توجہ اسکی رفع کے لیے کافی نہ تھی۔ اگر انگریز جیسے عالی دماغ انصاف پسند حکام ہندوستان پر حکومت کرنیوالے نہ ہوتے تو ہر جگہ سے امن اُٹھ جانیکا اندازہ چھوٹا بڑا کرسکتا ہے۔ اسلیے ان چھوٹے حکام کی جو اپنا فرض بھی نہیں سمجھ سکتے اور بالکل گئے گزرے ہیں۔ وہاں سے تبدیل کردیے جائیں تو ان (احمدیوں) کے لیے وہاں کیلیے بہتری کا موجب ہو سکتا ہے۔ کیرلا پتر کا ۱۰ ر دسمبر ۱۹۱۵ء

اس سے وہاں کی مشکلات اور چھوٹے احکام کی ناپروائی برٹش گورنمنٹ کی برکات کا کھلا کھلا ثبوت ملسکتا ہے +

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی ڈائری کا اقتباس

ابنیا کی بعثت کی اصل غرض

ابنیا کی بعثت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا کریں، جو اعمال صالحہ کی قوت عطا کرتا ہے۔ اور گناہ سوز فطرت پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ اعمال صالحہ کبھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ جبتک اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان اور معرفت پیدا نہ ہو ہر ایک عمل معرفت صحیح اور عرفان کامل بعد اعمال صالحہ کی مد میں آتا ہے۔ لوگ جو کچھ اعمال صالحہ کرتے ہیں۔ یا صدقات و خیرات کرتے ہیں یہ رسم و عادت کے طور پر کرتے ہیں۔ اس معرفت کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ جو ایمان علی اللہ کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا کی نیکیاں اور بظاہر اعمال صالحہ رسم اور عادت کے طور پر ہوتے ہیں۔ اور دنیا خدا شناسی اور خدا رسی کے مقاموں سے دور ہوتی ہے۔ اسلیے اللہ تعالیٰ ابنیا علیہم السلام کو مبعوث فرماتا ہے۔ جو آکر دنیا کو خدا پر ایمان لانے کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں۔ باقی تمام امور اسی ایمان کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس لیے اصل غرض ابنیا کی بعثت کی یہی ہوتی ہے کہ وہ دنیا کو اس کی زندگی کے اصل منشاء عبودیت تامہ سے آگاہ کریں اور خدا تعالیٰ پر عرفان بخش ایمان لانے کی تعلیم دیں۔

کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

ابنیاء علیہم السلام تھوڑے تھوڑے ہوتے اور اپنے اپنے وقت پر آیا کرتے ہیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو رسم و عادت سے نجات دینے اور سچا علم اور سچا اخلاص اور ایمان حاصل کرنے کی یہ راہ بتائی کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یہ سچی بات ہے اسکو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے۔ جس نے نبی کی اطاعت کی گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کردیا +

رسم اور عادت کی غلامی سے انسان اُسی وقت نکل سکتا ہے۔ جب وہ عرصہ دراز تک صادقوں کی صحبت اختیار کرے۔ اور اُن کے نقش قدم پر چلے۔

مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ

یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ما ینفع الناس فیمکث فی الارض حقیقت یہی ہے کہ جو شخص دنیا کے لیے نفع رساں ہو اسکی عمر دراز کی جاتی ہے۔ اسپر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھوٹی تھی۔ یہ اعتراض صحیح نہیں ہے اول اسلیے کہ انسانی زندگی کا اصل منشاء اور مقصد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصل کرلیا۔ آپ دنیا میں اُسوقت آئے جبکہ دنیا کی حالت بالطبع مصلح کو چاہتی تھی۔ اور پھر آپ اُسوقت اُٹھے جب پوری کامیابی اپنی رسالت میں حاصل کرلی۔ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کی صدا کسی دوسرے آدمی کو نہیں آئی اور إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا۔ پوری کامیابی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب جس حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پورے طور پر کامیاب ہو کر گئے۔ پھر یہ کہنا کہ آپ کی عمر تھوڑی تھی۔ سخت غلطی ہے اسکے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوض ابدی ہیں اور ہر زمانہ میں آپکے فیوض کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس لیے آپ کو زندہ نبی کہا جا سکتا ہے۔ اور حقیقی حیات آپکو حاصل ہے۔ طول عمر کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا۔ اور اس آیت کے موافق آپ ابدالآباد تک زندہ رہے

مسیح کی وفات کے دو گواہ

مسیح علیہ السلام کی وفات پر دو زبردست گواہیاں علاوہ اور گواہوں کی شہادت کے موجود ہیں جنکا انکار ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اول خدا تعالیٰ کی شہادت جنے يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ فرمایا ہے۔ اور پھر دوسری شہادت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رویت کی ہے آپ نے یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت مسیح کو دیکھا اب ان دو گواہوں کے خلاف یہ کہنا کہ وہ زندہ ہے کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے +

رجوع کا لفظ صعود کے بعد ہوتا ہے۔ پھر جو لوگ مسیح کے مع وجود عنصری آسمان پر چڑھنے کو ثابت کرتے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ مسیح کا رجوع ثابت کریں کیونکہ نزول کے لیے صعود لازم نہیں ہے +

حدیث میں آیا ہے کہ صوم و صلوٰۃ سے درجہ نہیں ملتا بلکہ اس بات سے جو انسان کے دل میں ہے یعنی صدق و وفا۔ خدا یہی چاہتا ہے کہ عمل صالحہ ہو اور اُسکا اخفا ہو ریاکاری نہ ہو۔

صدق بڑی چیز ہے اسکے بغیر عمل صالحہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ اپنی سنت نہیں چھوڑتا اور انسان اپنا طریق نہیں چھوڑنا چاہتا اسیے فرمایا وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا خدا تعالیٰ میں ہو کر جو مجاہدہ کرتا ہے اُسپر اللہ تعالیٰ اپنی راہیں کھول دیتا ہے۔

بت پرست بھی وجودیوں کی طرح اپنے بتوں کو مظہر ہی مانتے ہیں۔ قرآن شریف اس مذہب کی تردید کرتا ہے۔ وہ شروع ہی میں کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اگر مخلوق اور خالق میں کوئی امتیاز نہیں بلکہ دونوں برابر اور ایک ہیں تو رب العالمین نہ کہتا۔ اب عالم تو خدا تعالیٰ میں داخل نہیں ہے کیونکہ عالم کے معنے ہیں مَا يُعْلَمُ بِهٖ اور خدا تعالے کے لیے ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ۔
موجودات کو جو وہ عین اللہ کہتے ہیں یہ بالکل غلط ہے

قرآن شریف نے عین اور غیر کی کوئی بحث نہیں کی۔ محی الدین ابن عربی سے جو منسوب کرتے ہیں کہ اُس نے لکھا ہے کہ الحمد للہ الذی خلق الاشیاء وھو عینھا یہ بات صحیح نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ جب انسان کو کچھ بھی خبر نہیں پھر بتاؤ کہ غیب کہاں رہی۔ یہ تو پکی بات ہے کہ صفات کسی چیز کے اُس سے الگ نہیں ہوتے خواہ وہ کہیں چلی جاوے پانی کو خواہ لندن لیجاؤ۔ آخر وہ پانی رہیگا۔ جب انسان خدا ہو تو اُس کی صفات اُس سے کیوں الگ ہونے لگی خواہ کسی حالت میں ہو۔

استحالہ کے ساتھ اُسکے صفات معدوم ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک چیز کا بقا تو اُسکے صفات ہی کے ساتھ ہے اگر ایک پھول کے صفات اُسکے ساتھ نہیں تو وہ پھول کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اگر انسان خدا ہے۔ تو پھر اُسکی خدائی کے صفات اسکے ساتھ ہونے ضروری ہیں اگر صفات نہیں تو پھر نادانی سے اسے خدا بنایا جاتا ہے۔

انسان ایسی ایسی مصیبتوں اور مشکلات میں گرفتار ہوتا ہے کہ ٹکریں مارتا پھرتا ہے اور ایسا سرگرداں ہو جاتا ہے کہ کچھ پتہ نہیں لگتا۔ ہزاروں آرزوئیں اور تمنائیں ایسی ہوتی ہیں کہ پوری ہوتیں نہیں آتیں۔ کیا خدا تعالیٰ کے ارادے بھی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ پورے نہ ہوں۔ اُسکی شان تو یہ ہے اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان کو اپنے ارادے میں نامراد کرتا ہے۔ وہ کوئی الگ اور طاقتور ہستی ہے۔ اگر دونوں ایک ہوتے تو یہ نامرادی نہ ہونے پاتی۔ یہ باتیں قرآن شریف کی تعلیم کے صریح خلاف ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور خطرناک گستاخی کی باتیں ہیں اس قسم کے اعتراض کرنا کہ پھر دنیا کہاں سے بنائی۔ بے ادبی ہے جب خدا تعالیٰ کو قادر مان لیا۔ پھر ایسے اعتراض کیوں کیے جاویں۔ آریہ بھی اس قسم کے اعتراض کیا کرتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو اپنی قوت اور طاقت کے پیمانے سے ناپنا چاہتے ہیں۔

پھر دیکھو وجودیوں کے بڑے بڑے صوفی مرے پیر اور مرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تھے تو اُنکو اُسوقت خدائی کا

کرشمہ دکھانا چاہیے تھا نہ یہ کہ عاجز انسان کی طرح تڑپ کر جان دیدیتی۔ یاد رکھو انسان کی سعادت یہی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے کاموں میں اپنا دخل نہ دے۔ بلکہ اپنی عبودیت کا اعتراف کرے ہمارا تو یہ ایمان اور مذہب ہے کہ ایک فوق الفوق قادر ہستی ہے جو ہر کام کرتی ہے جدھر چاہتی ہے لیجاتی ہے وہ خالق ہے ہم مخلوق ہیں وہ حی قیوم ہے اور ہم ایک عاجز مخلوق۔ قرآن شریف میں جو حضرت سلیمان اور بلقیس کا ذکر ہے کہ اس نے پانی کو دیکھکر اپنی پنڈلی سے کپڑا اٹھایا اسمیں بھی یہی تعلیم ہے جو حضرت نے اس عورت کو دی تھی وہ دراصل آفتاب پرستی کرتی تھی۔ اسکو اسطریق سے انھوں نے سمجھایا کہ جیسے یہ پانی شیشہ کے اندر چل رہا ہے دراصل اوپر شیشہ ہی ہے اسیطرح پر آفتاب کو روشنی اور ضیا بخشنے والی ایک اور زبردست طاقت ہے

اور یہ اعتراض جو کیا جاتا ہے کہ قرآن شریف غیریت اٹھانے آیا تھا۔ اسکو وجودیوں نے سمجھا نہیں قرآن شریف ایک اتحاد عام مسلمانوں میں قائم کرتا ہے۔ نہ یہ کہ خالق اور مخلوق کو متحد فی الذات کردے۔ نظائر کے بغیر تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایسی کوئی مثال وجودیوں کو پیش کرنی چاہیے جس سے معلوم ہو جاوے کہ خالق اور مخلوق ایک ہی ہیں۔ انسان گناہ سے محبت کرتا ہے پھر وہ عین خدا کیونکر ہو سکتا ہے وجودی کہتے ہیں کہ تمنے غیریت سے شریک بنالیا۔ ہم کہتے ہیں یہ غلط ہے۔ ہم تو مخلوق مانتے ہیں کوئی الگ خدا تو تجویز نہیں کرتے اور پھر مخلوق بھی ایسی مانتے ہیں جس پر سارا ہی تصرف خدا تعالے کا ہے کیونکہ وہ حی وقیوم خدا ہے جس کے سہارے سے زندگی قایم ہے۔ خدا تعالے اس قسم کا حی وقیوم نہیں ہے کہ جیسے معمار کی عمارت کو ضرورت نہیں ہوتی کہ معمار اس کے ساتھ ہر زندہ رہے یعنی اگر معمار مرجاوے تو عمارت کو اس کے مرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ مخلوق کسی صورت میں اس کے سہارے سے الگ ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ اور مخلوق کی زندگی اور قیام کا اصلی ذریعہ وہی ہے۔ ہم عین غیر کی بحث میں ہرگز نہیں پڑتے۔ قرآن شریف نے ان اصطلاحوں کو کبھی بیان نہیں کیا جو تعلقات خالق اور مخلوقات کے اسنے بیان کئے ہیں ان سے باہر جانا گستاخی اور بے ادبی ہے۔

شیخ محی الدین سے پہلے اس وحدت وجود کا نام و نشان نہ تھا۔ ہاں وحدۃ شہودی تھی یعنی خدا تعالیٰ کے مشاہدہ میں اپنے آپکو فانی سمجھنا۔ وحدۃ شہودی میں من تو شدم تو من شدی استیلائے محبت کا تقاضا تھا۔ وجودیوں نے اس سے تجاوز کرکے وہ کلام کیا جو ڈاکٹر اور فلاسفر کرتے ہیں کہ وہ خدائی کے حصہ دار بنتے ہیں۔ اور دیکھا گیا ہے کہ یہ وحدۃ وجود والے عموماً اباحتی ہوتے ہیں اور نماز و روزہ کی ہرگز پروا نہیں کرتے یہانتک کہ کنجروں (کنچنیوں) کے ساتھ بھی تعلقات رکھتے ہیں انکو کوئی پرہیز اور عذر نہیں ہوتا۔ شہود کی حقیقت تو یہی ہے کہ جیسے لوہے کو آگ میں ڈالا جاوے اور وہ اسقدر گرم ہو جاوے کہ سرخ آگ کیطرح ہو جاوے اسوقت اگرچہ آگ کے خواص اسمیں پائے جاتے ہیں تاہم وہ آگ نہیں کہلا سکتا۔ اسیطرح جس شخص کو خدا تعالے سے [illegible] اور شدید ہوتے ہیں اور فنافی اللہ کے درجہ پر ہوتا ہے تو اس سے بسا اوقات خارق عادت معجزات صادر ہوتے ہیں۔ جو اپنے اندر ایک قسم کی اقتداری قوت کا نمونہ رکھتے ہیں لوگ اپنی غلط فہمی اور کمزوری سے یہ گمان کر بیٹھتے ہیں کہ شاید یہ خدا ہو۔ شہودی حالت میں اکثر امور انکی مرضی کیموافق ہو جاتے ہیں۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فعلوں کو خدا تعالیٰ نے اپنا فعل قرار دیا ہے اور الیوم اکملت لکم دینکم اور اذا جاء نصر اللہ کی صدا آپ کو آگئی

الحکم نمبر ۲۸ جلد ۶

حضرت خلیفۃ المسیح کا امرتسر میں لیکچر!

الحکم کا رپورٹر اطلاع دیتا ہے کہ حضرت ۱۲ اپریل کو ۱۰ بجے گاڑی پر سوار ہو کر اسی دن امرتسر پہنچ جائینگے تیرہ کو قیام فرما کر ۱۴ اپریل ۱۹۲۰ء کو ۴ بجے لیکچر فرمائینگے۔ امرتسر سے جو اشتہار موصول ہوا ہے۔ حسب ذیل ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہمنے ٭ کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہمنے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہمنے

دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی ٭ آئینگے اس باغ کے اب جلد لہرانیکے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا ٭ اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کیلیے اک آسماں پر شور ہے ٭ اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

عظیم الشان لیکچر!

کیا دنیا کے امن و امان کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جاسکتی ہے یا اسلام پر؟

وزیر اعظم انگلستان کے اعلان کا علمی ابطال۔

دنیا کا امن و امان صرف اسلام سے وابستہ ہے۔

مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے جو اعلان نئے سال کے آغاز میں سلطنت برطانیہ سے تعلق رکھنے والے افراد اور اقوام کو مخاطب کرکے شائع کیا تھا۔ اور جسمیں صاحب موصوف نے یہ بتایا تھا کہ چونکہ آئندہ دنیا کے اندر امن و امان کی بنیاد صرف عیسائیت کے اصول پر رکھی جاسکتی ہے۔ اسلیے تمام اہلیان سلطنت برطانیہ کو کوشش کرنی چاہیے کہ ان اصول کی اشاعت کرکے دنیا میں امن کی بنیاد ڈالیں۔

مذکورہ اعلان کے متعلق اور مسلمانوں کی آئندہ ترقی کے ذرائع پر

عالیجناب حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

قادیانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ

منڈوہ بابو کنہیا لعل صاحب وکیل میں ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء بروز بدھ ٹھیک ۴ بجے بعد نماز عصر تقریر فرمائیں گے۔ اور عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کر دیا جائیگا کہ وزیر اعظم کا یہ خیال محض غلط اور باطل ہے۔ بلکہ اگر کوئی چیز دنیا میں امن و امان قائم کرسکتی ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اور عیسائیت کے اصول ہرگز اس قابل نہیں کہ ایک لمحہ کیواسطے دنیا میں امن قائم رکھ سکیں۔ پبلک سے التماس ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لاکر مستفید ہوں ٭

المشتہر سکریٹری انجمن احمدیہ امرتسر (پنجاب)

نورانی سفر

(ابو محمد محفوظ الحق صاحب علمی کی قلم ندرت رقم سے)

(۱)

اجمال ۱۴ر اپریل سے ۱۹ تک یہ سفر رہا ارکان قافلہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل خاکسار محفوظ الحق علمی۔ "کام" ہندوؤں۔ سکھوں۔ غیر احمدیوں کو تبلیغ۔

(۲)

تفصیل ہم ۱۵ر اپریل کو دارالامان سے روانہ ہوئے ۱۶ر اپریل بارہ بجے دن ہمنے اپنے کو مونگ ضلع گجرات میں پایا۔"

دوستوں میں بیٹھے۔ دین کی پیاری پیاری باتیں شروع ہوئیں اسی طرح اُٹھتے بیٹھتے دن ختم ہوا۔ رات آئی۔ تقریروں کی تیاری ہوئی آدھی رات تبلیغی روشنی پھیلی رہی۔

آپ دیکھیے کہ:۔

بستی کے سب سے اونچے مکان پر احمدی پیام کی صدا گونج رہی ہے بستی کے مغربی سمت ایک پہاڑی ہے۔ جسکے نیچے دریائے جہلم لہریں لے رہا ہے۔ دریا اور پہاڑ کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آرہی ہے ہمارا موکھ قادیان کی کی طرف ہے اور مشرق سے چمکنے والا آفتاب ضیا پاشی کرتا ہوا بلند ہوتا جاتا ہے۔ میں دل ہی دل میں کہتا ہوں کہ اے مشرق سے چمکنے والے چاند تو نے اُس میرے چاند کی یاد تازہ کر دی جو شرقی دمشق سے چمک کر ہمارے دلوں کو منور کر گیا۔ تو اگر چاند ہے تو تم بھی اپنے چودھویں کے چاند کے تارے ہیں۔ تو ظاہری روشنی کرتا ہے۔ ہم باطنی اور روحانی نور پھیلاتے ہیں "

(۳)

دو دن روحانی نور باری مونگ میں ہوتی رہی۔ ایک شد

خدا کی آنکھیں روشن اور دل منور ہو گیا اُس نے خدا کے پیارے احمد کو شناخت کر کے قبول کر لیا۔

(۴)

"مسیح محمدی کا ایک معجزہ"

احباب جمع ہیں نورانی باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک صاحب چودھری عمر بخش نامی بیان کرتے ہیں کہ:۔

"میں جب حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل ہوا۔ تو بعد بیعت میں نے عرض کیا۔ حضور۔ ہمیں لوگ مساجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے۔ تنوروں میں روٹی نہیں لگانے دیتے۔ کنوئیں سے پانی نہیں بھرنے دیتے"

"اور عرض کیا کہ حضور مدت سے میرے پیٹ میں تلی بڑھی ہوئی ہے۔ حضور دعا فرمائیں۔ اور میں نے اپنا کرتا اُٹھا کر پیٹ بھی دکھا دیا۔ حضور نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ پھر دعا کیلیے ہاتھ اُٹھائے۔ دعا ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ میں بالکل صحت یاب ہو گیا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حضور کے دعا کرتے کرتے ہی میرے پیٹ میں سے کوئی تلی نکال کر لیگیا ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ پھر آجتک تلی کا مرض مجھے نہیں ہوا"

(۵)

دوسرا معجزہ

یہ تھا محمدی مسیح کا اعجاز جو ذرا سے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوا۔

اے اہل نظر دیکھا وہ اعجاز مسیحائی!
مدت کے مریضوں نے دم بھر میں شفا پائی!

دوسرا معجزہ دیکھیے:۔ چودھری عمر بخش مذکور کہتے ہیں کہ جب میں نے حضور سے عرض کیا کہ ہمیں مساجد میں نماز نہیں پڑھنے دیتے:۔

تو حضور نے فرمایا۔ جہاں جگہ ملے نماز پڑھ لیا کرو ایک وقت آئے گا کہ کئی مسجدیں تمھارے قبضہ میں ہونگی"

سو خدا کے مسیح نے جو کہا تھا۔ پورا ہو گیا۔ آج مونگ میں تین مسجدیں احمدیوں کے قبضے میں ہیں۔ کیا یہ معجزہ نہیں! کہ قادیان میں بیٹھکر چند سال پیشتر حضور نے ایک بات فرمائی اور ایسی حالت میں جبکہ واقعات روزمرہ احمدیوں کے خلاف تھے۔ مگر وہ بات پوری ہوئی۔ اور حرف حرف پوری ہوئی۔ ——— "بیشک یہ معجزہ ہے"

(۶)

"نیک نمونہ"

سید حیدر شاہ سکریٹری انجمن احمدیہ مونگ نے جناب مولوی صدرالدین صاحب مولوی فاضل ساکن مونگ کے احمدی ہونیکے حالات مجھے سنائے جسمیں ایک بات یہ بھی تھی کہ جب مولوی صاحب موصوف کی احمدیت مشہور عام ہوگئی تو اسوقت ایک عورت نے اپنے سونے کے کڑے (قیمتی ایک ہزار روپیہ) دکھا کر کہا کہ "مولوی صاحب اگر تم مرزا صاحب کو چھوڑ دو تو میں تمھیں ایک ہزار کے کڑے دونگی" اُسوقت مولوی صاحب موصوف نے اُس عورت کے خیال پر افسوس کرتے ہوئے کہا کہ "کیا ہمارا ایمان ایک ہزار روپے کا ہے" وہ عورت شرمندہ ہو کر چپ ہو گئی۔ اور پھر کچھ نہ کہا۔

(۷)

چودھری عمر بخش مذکور جب پہلے پہل قادیان بیعت کیلیے آنیلگے تو تمام برادری کے لوگوں نے گاؤں کے چاروں طرف پہرے لگا دیئے کہ جانے نہ پائے مگر چودھری صاحب اپنی خوش قسمتی سے کسی طرف ہو کر نکلے اور اسٹیشن کیطرف چلے گئے پتہ لگنے پر گاؤں کے لوگ دوڑے اور چودھری صاحب کا تعاقب کیا۔ چودھری صاحب بجائے سٹیشن بہاؤالدین کے تیسرے سٹیشن "ڈنگہ" جا نکلے اور وہاں سے سوار ہو کر قادیان پہنچے"

یہ تو ابتدائی روکیں تھیں۔ مگر آج خدا کے وعدہ کا ظہور ہے۔ چھوٹی سی بستی میں خدا کے فضل سے احمدیت نے ڈیرے جما دیئے ہیں۔ پہلے ایک شخص مسیح موعود کے پاس آتا تو زبردستی روکتے۔ اب اسی گاؤں کے لوگ منتیں کر کر کے مسیح موعود کے غلاموں کو بلاتے ہیں" (باقی باقی)

پرچہ کیوں لیٹ ہوا؟
اور باقاعدگی سے کیوں نہیں شائع ہوتا؟

اسکی وجہ گذشتہ پرچہ میں لکھ چکا ہوں کہ کاغذ اسٹاک میں نہ تھا اب حال میں بیچارا کاتب الحکم سخت علیل ہو گیا۔ جسکے باعث وہ کام نہ کر سکا۔ قادیان میں کاتبوں کا کال ہے۔ لکھا جاتا تو کیونکر ایک نو آموز کاتب سے کچھ لکھوایا۔ خیر جوں توں کر کے مجبوراً پرچہ دیر میں شائع کیا جاتا ہے۔ ناظرین، کو اسکے وقت پر شائع نہ ہونے کا جسقدر بھی افسوس ہے اُس سے کہیں زیادہ مجھکو ہے۔ احباب کاتب کی صحت کے لیے دعا فرمائیں۔

مہر الدین پریس میں اخبار ہذا